انڈے کے میٹھے چلّے

میدہ ۱۲۵ گرام، بھضے (انڈے) چار عدد، شکر باریک پسی ہوئی ۱۲۵ گرام، دودھ ۱۲۵ گرام، الائچی سفید ۳ گرام، کیوڑہ ۲۰ گرام۔ انڈے توڑ کر صرف سفیدی کو چمچے سے خوب پھینٹو کہ جھاگ اٹھنے لگے۔ پھر زردی بھی ملادو اور دودھ میں میدہ گھول کر ملادو، الائچی کے دانے پیس کر ملادو اور شکر بھی۔ بادام و پستہ کی ہوائی بھی اس میں چھڑک دو۔ پہلے برتن میں تھوڑا سا گھی ڈال کر آگ پر رکھدو۔ جب گھی ہوجائے تو تیار شدہ انڈے وغیرہ کفچہ میں لے کر برابر پتلا پتلا مثل چلّہ کے بچھادو۔ جب ایک طرف ہوجائے تو چوڑی چھری سے الٹ دو۔ یونہی سب چلّے پکا پکا کر رکھتی جاؤ، اور ہلکا سا کیوڑہ کا چھینٹا دیتی رہو اور بند کردو۔ تاکہ ملائم رہیں۔

باجرہ کی ٹکیاں یا کھجوریاں

باجرہ کا آٹا ایک کلوگرام، صاف بنے ہوئے باجرہ کا ہو اور تازہ پسا ہوا ہو۔ شکر آدھ کلوگرام، پسی ہوئی۔ دودھ جس قدر جذب ہوسکے، شکر ملالو، گوندھ کر اگر کڑاکے دار منظور ہو تو شکر تھوڑے دودھ میں ملاکر ایک منٹ آگ پر رکھدو نرم کرنا ہو تو یونہی دودھ میں شکر ملاکر گوندھ لو۔ اور خوب گوندھو کہ نس ہوجائے پھر چھوٹی چھوٹی ٹکیاں یا کھجوریاں بناکر خشخاش یا تل لگاکر تل لو۔

محمد ثانی ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر نے تنویر برقی پریس باغ گونگے نواب
لکھنؤ میں چھپواکر دفتر "رضوان" گوئن روڈ امین آباد لکھنؤ سے شائع کیا۔

MONTHLY RIZWAN
ماہنامہ رضوان
۳۷ گوئن روڈ، لکھنؤ
LUCKNOW India

مسلم خواتین کا دینی ترجمان

December 1971

Phone : 29174 Regd. L. 197

MONTHLY RIZWAN
ماہنامہ رضوان
۳۷ گوئن روڈ، لکھنؤ
LUCKNOW India

فون نمبر ۲۹۱۷۴

صبا کا ہیر آئل

تیل کا تیل دوا کی دوا
ہر موسم میں استعمال کیلئے

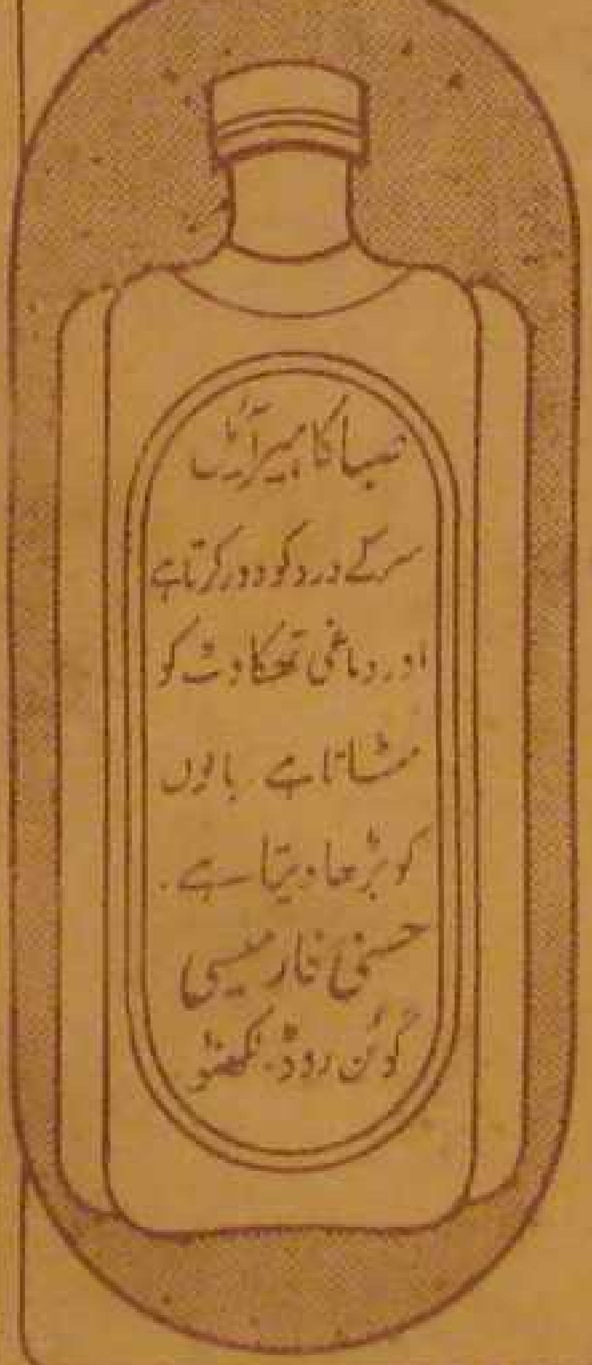

صبا کا ہیر آئل

صبا کا دور کرتا ہے تھکاوٹ
صبا کا بال کو رکھتا ہے کالے
صبا کا دل کو پہونچاتا ہے فرحت
صبا کا کو لگائیں مرد و زن سب
صبا کا ہے ہیر آئل دوا بھی

مٹا دیتا ہے دردِ سر صبا کا
بڑھا دیتا ہے بال اکثر صبا کا
ہے خوشبودار خوش منظر صبا کا
کہ سب تیلوں سے ہے بہتر صبا کا
ضرورت ہے کہ ہو گھر گھر صبا کا

صبا کا کو خریدو اور لگاؤ
لگانا سر پہ ہے بہتر صبا کا

قیمت: دو روپیہ پچاس پیسے

تیار کردہ:۔ حسنی فارمیسی گوئن روڈ لکھنؤ

only cover printed at Sarkar Printing Press Lucknow.

۷۸۶

مسلمان خواتین کا دینی ترجمان

رضوان

جلد ۱۵	دسمبر ۱۹۷۱ء مطابق شوال ۱۳۹۱ھ	نمبر ۱۲

ایڈیٹر

محمد ثانی حسنی

معاون

امۃ اللہ تسنیم

سالانہ چھ روپے فی پرچہ ۶۰ پیسے ممالک غیر سے بحری ڈاک ۱۳ شلنگ

اس دائرے میں سرخ نشان ہے تو آپ کا سال خریداری ختم ہو چکا ہے۔ براہ کرم آئندہ کا زرچندہ جلد ارسال فرمائیے ورنہ بعد والا پرچہ وی پی بھیجا جائے گا۔ جس میں ایک روپیہ ۲۰ پیسے زائد خرچ ہوں گے اس لئے اپنا چندہ ذریعہ منی آرڈر بھیجیے یا پھر اپنی رائے سے مطلع فرمائیے۔

منیجر ماہنامہ رضوان۔ گوئین روڈ امین آباد لکھنؤ

کیا اور کہاں

اداریہ: رمضان کے بعد	محمد ثانی حسنی	۳
قرآن سمجھ کر پڑھئے (سبق ۱۲)	محمد الحسنی	۵
حدیث کی روشنی میں	مولانا محمد منظور نعمانی	۷
مکہ مدینہ	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	۹
مدینہ جانے والے (نظم)	باسط علی	۱۷
حسن سلوک	امۃ اللہ تسنیم	۱۹
جہاں نما	سید سلمان	۲۲
دعا	علامہ اقبال	۲۴
فاطمہ	ظہیر نیازی	۲۵
انقلاب	ممتاز فاطمہ	۲۹
خدا کی نعمتیں	ہارون رشید صدیقی	۳۰
تندرستی ہزار نعمت ہے	ادارہ	
ذائقہ		

رمضان کے بعد

محمد ثانی حسنی

رمضان المبارک کو رخصت ہوئے تقریباً چودہ پندرہ دن ہو رہے ہیں وہ اپنے ساتھ ایسی بہار لے گیا جس پر ہزاروں بہاریں قربان، وہ ایسی خیر و برکت لے کر رخصت ہوا جن پر دنیا کی مادی دولت اور ظاہری وجاہت نچھاور افسوس ہے کہ ہم نے اس ماہ خیر و برکت کی کوئی قدر نہ کی اور اس کے پیغام پر کان نہیں دھرے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جنھوں نے اس ماہ کی قدر کی اس کے شب و روز کو فکر و احساس کے ساتھ گزارا، تلاوت و عبادت کی اور سب سے بڑھ کر مبارک وہ لوگ ہیں جنھوں نے اس ماہ سعادت میں اپنی پوری زندگی کو اطاعت و فرماں برداری میں گزارنے کا عہد کیا اور نفسانی خواہشات سے بچنے کا ارادہ کیا۔ اب رمضان تو نہیں رہا لیکن اس کا پیغام ابھی تازہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح رمضان میں زبان، دل، آنکھ، کان اور سارے اعضاء کو برائی سے بچانے کا حکم ہے اسی طرح غیر رمضان میں بھی حکم ہے؛ رمضان ایک تربیتی کیمپ تھا۔ اس میں پوری زندگی گزارنے کا ایک عملی نمونہ پیش کیا گیا تھا۔ اب ہم کو چاہیے کہ ہم اپنی ساری زندگی اس نمونہ کو سامنے رکھ کر گزاریں زبان سے غلط بات نہ نکالیں، کان کو غلط باتوں کے سننے میں نہ لگائیں۔ اپنی نگاہ کو غلط جگہ نہ ڈالیں، اپنے دل کو غلط

خیالات کی آماجگاہ نہ بنائیں۔ قرآن کریم کی تلاوت، نمازوں کے پڑھنے کا اہتمام کریں، بے کار کاموں اور باتوں سے پرہیز کریں۔ جود وسخا، احسان وسلوک اور صدقہ وخیرات سے ہاتھ نہ روکیں۔

یہ ہے رمضان کا پیام جو ہر روزہ دار کے نام ہے۔ یہ پیام زندہ ہے اور بالکل تازہ، پندرہ دن زیادہ نہیں ہوتے، ابھی تو رمضان کی یاد دلوں میں تازہ ہے۔ اس کا اثر ابھی زائل نہیں ہوا، اس کی خیر وبرکت اپنے پیچھے ایسے نقوش چھوڑ گئی ہے جو ابھی معدوم نہیں ہوئے۔ اگر ہم نے اس پیغام کو قبول کیا اور اس پر عمل کیا اپنی زندگی کو بنایا تو گویا ہم نے رمضان المبارک کی قدر کی اور اس کی عظمت کا خیال کیا۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو بہت ڈرنے کا مقام ہے۔

سنہ ۱۹۷۲ء کا خاص نمبر

ہمارا ابھی تک ارادہ ہے کہ جنوری سنہ ۷۲ء میں ایک خاص شمارہ پیش کریں۔ جس کا عنوان "مثالی خاتون نمبر" ہے حالات تیزی سے بدل رہے ہیں۔ اللہ تعالے ہمارے اس ارادے کو پورا فرمائے اور مشکلات کو دور فرمائے!

○

قرآن سمجھکر پڑھئے

سبق ۱۲

محمد الحسنی

وَتَمَّتْ اور مکمل ہوگیا	كَلِمَةُ کلام (بات)	رَبِّكَ تمہارے رب کا	صِدْقًا سچائی کے ساتھ	وَ اور
عَدْلًا عدل وانصاف	لَا نہیں	مُبَدِّلَ بدلنے والا کوئی	لِكَلِمَاتِهِ اسکے کلمات کو	وَ اور
	هُوَ وہ	السَّمِيعُ سننے والا	الْعَلِيمُ جاننے والا ہے	

غور سے دیکھئے تو اس آیت میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس کے معنے آپ نہ جانتے ہوں۔ یہ سارے الفاظ تھوڑی تبدیلی کے ساتھ اردو میں مستعمل ہیں۔

"لَا" کے معنی نہیں جو پہلے گزر چکے ہیں۔ اور اس کو بھی کلمہ گو جانتا ہے "هُوَ" کے معنی 'وہ' یہ بھی پہلے بتایا جاچکا ہے۔

"تمّت" تمام سے نکلا ہے۔ تمّت بولا بھی جاتا ہے، یعنی ہو گئی۔ کتاب کے آخر میں اکثر تمّت لکھ دیتے ہیں۔

کلمۃ : بات

مبدّل : تبدیل سے نکلا ہے۔

کلمات : کلمۃ کی جمع ہے

سمیع و علیم : اللہ کی صفت ہے یعنی سننے والا، جاننے والا۔ یہ بھی سب جانتے ہیں۔

اب اس کو ملا کر پڑھ لیجئے :۔

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

اور پوری ہو گئی بات تمہارے رب کی سچائی اور عدل کے ساتھ نہیں بدلنے والا کوئی اس کے کلمات کو۔ اور وہ ہے سننے والا اور جاننے والا

یہ قرآن کی ایک بہت عظیم آیت ہے اور اس کا ورد جائز مقاصد کے حصول، کامیابی، دشمنوں سے حفاظت اور حق کے غلبہ کے لئے بہت مفید و زود اثر ہے۔ اور ایسے تمام مواقع پر اس کو برابر پڑھنا چاہئیے۔

حدیث کی روشنی میں

غصّہ

مولانا محمد منظور نعمانی

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ غصہ مت کیا کرو۔ اس شخص نے پھر اپنی وہی درخواست کئی بار دہرائی کہ حضرت مجھے اور وصیت فرمائیے۔ مگر آپ نے ہر دفعہ یہی فرمایا کہ غصہ مت کیا کرو۔ (بخاری)

(تشریح) معلوم ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وصیت کی درخواست کرنے والے یہ صاحب کچھ غیر معمولی قسم کے تیز مزاج اور مغلوب الغضب تھے اور اس وجہ سے ان کے لئے مناسب ترین اور مفید ترین نصیحت و وصیت یہی ہو سکتی تھی۔ کہ "غصہ نہ کیا کرو"۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بار بار یہی نصیحت فرمائی۔

اور یہ بھی واقعہ ہے کہ بری عادتوں میں غصہ نہایت ہی خطرناک اور بہت ہی بد انجام عادت ہے۔ غصہ میں آدمی کو نہ اللہ تعالےٰ کے حدود کا خیال رہتا ہے اور نہ اپنے نفع اور نقصان کا تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ انسان پر شیطان کا قابو جتنا غصہ کی حالت میں چلتا ہے۔ ایسا شاید کسی دوسری حالت میں نہیں

چلتا۔ گویا اس وقت انسان اپنے بس میں نہیں رہتا۔ بلکہ شیطان کی مٹھی میں ہوتا ہے۔ حدیہ ہے کہ غصہ کی حالت میں آدمی کبھی کبھی کفریہ کلمات بھی بکنے لگتا ہے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسری حدیث میں فرمایا ہے۔ کہ غصہ دین و ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جس طرح کہ ایلوا شہد کو خراب اور بالکل ہی کڑوا کر دیتا ہے۔

لیکن واضح رہے کہ شریعت میں جس غصہ کی ممانعت اور سخت مذمت کی گئی ہے اس سے مراد وہی غصہ ہے جو نفسانیت کی وجہ سے ہو اور جس سے مغلوب ہو کر آدمی اللہ تعالے کے حدود اور شریعت کے احکام کا پابند نہ رہے لیکن جو غصہ اللہ کے لئے اور حق کی بنیاد پر ہو اور اس میں حدود سے تجاوز نہ ہو بلکہ بندہ اس میں حدود اللہ کا پورا پابند رہے۔ تو وہ کمال ایمان کی نشانی اور جلال خداوندی کا عکس ہے۔

پان

پان بھی گھریلو زندگی میں ایک اہم چیز ہے اگر پاندان میں پان نہ ہوں تو شرم محسوس ہوتی ہے۔ اسی طرح تمباکو پان کی جان ہے۔ اگر وہ طبی اصولوں سے نہیں بنی ہے تو پان کا مزا بے کار ہے۔ اسی لئے رائل زردہ فیکٹری کا زردہ "عنبرا" جو طبی اصولوں سے تیار کیا جاتا ہے۔ پان کی جان کہا جاتا ہے

نمونہ مفت طلب کریں

رائل زردہ فیکٹری سعادت گنج۔ لکھنؤ

مکہ مدینہ

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

میں نے تمام مسلمان بچوں کی طرح ایک ایسے ماحول میں پرورش پائی۔ جہاں حجاز اور ان دونوں متبرک شہروں کا تذکرہ ہوتا ہی رہتا ہے، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ لوگ تیزی میں اکثر مکہ مدینہ کہتے تھے۔ گویا وہ ایک ہی شہر کا نام ہے۔ وہ لوگ جب بھی ان میں سے کسی شہر کا ذکر کرتے تو دوسرے کا بھی ضرور ذکر کرتے۔ انھیں باتوں سے میں یہ سمجھتا کہ یہ دونوں ایک شہر کے نام ہیں۔ مجھے اس فرق کی تمیز اس وقت ہوئی جب میں کچھ بڑا ہو گیا۔ اور مجھے کچھ عقل آ گئی۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ دونوں الگ الگ مستقل ہیں۔ اور ان کی درمیانی مسافت کچھ کم نہیں ہے۔

میں نے بچپن میں جس طرح لوگوں کو جنت اور اس کی نعمتوں کا بڑے شوق سے ذکر کرتے ہوئے سنا۔ اسی طرح حجاز اور اس کے دونوں شہروں کا تذکرہ بھی سنا تھا۔ جنت کو حاصل کرنے اور حجاز دیکھنے کی تمنا اسی وقت سے میرے دل میں کروٹیں لینے لگی تھی۔

جب میں کچھ بڑا ہوا اور مجھے معلوم ہوا کہ جیتے جی جنت کو دیکھنا ممکن نہیں ہے ہاں حجاز تک رسائی ممکن ہے۔ حجاز کے قافلے برابر آتے جاتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ پھر ایمان کی اس جنت کی سیر کیوں نہ کی جائے، دن پر دن گزرتے گئے اور میں بڑھتا گیا۔ جب میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ اور تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا تو میرا پرانا شوق تازہ ہو گیا۔ تھپکی دے دے کر سلائی ہوئی تمنائیں جاگ گئیں اور میں دن رات حج وزیارت کی تمنا میں رہنے لگا۔

پھر ایسا ہوا کہ میں اس جگہ آپہونچا جس کی زمین پر نہ تو سبزہ کا فرش ہے اور نہ اس کی گود میں ندیاں کھیلتی ہیں۔ اس کے چاروں طرف جلے ہوئے پہاڑ کھڑے پہرہ دے رہے ہیں۔ لیکن بقول حفیظ

نہ اس میں گھاس اگتی ہے نہ اس میں پھول کھلتے ہیں
مگر اس سرزمین سے آسماں بھی جھک کے ملتے ہیں!

جب میں نے حسن ظاہری سے خالی یہ سرزمین دیکھی تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ شہر مناظر سے کتنا تہی دست ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ میں نے یہ بھی سوچا کہ اس شہر نے انسانیت اور تمدن پر کتنا بڑا احسان کیا ہے، اگر یہ شہر جس کا دامن گنہگاریوں سے خالی ہے روئے زمین پر نہ ہوتا تو دنیا ایک سونے کا پنجرہ ہوتی اور انسان محض قیدی۔ یہی وہ شہر ہے جس نے انسان کو دنیا کی تنگ نائے سے نکال کر وسعتوں سے آشنا کیا۔ انسانیت کو اس کی کھوئی ہوئی سرداری اور چھینی ہوئی آزادی دلائی اسی شہر نے انسانیت پر لدے ہوئے بھاری بوجھوں کو اتارا، اس کے طوق وسلاسل کو جدا کیا۔ جو ظالم بادشاہوں اور نادان قانون سازوں نے ڈال

رکھے تھے۔

جس وقت میں نے یہ سوچا "اگر یہ شہر نہ ہوتا؟" اسی وقت میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں دنیا کے بڑے بڑے شہروں کا اس شہر سے موازنہ کروں اور دیکھوں کہ اگر یہ شہر نہ ہوتے تو دنیا میں تمدن اور انسانیت میں کیا کمی ہوتی؟ میرے سامنے ایک ایک شہر آئے اور میں نے دیکھا کہ تمام شہر مٹھی بھر انسانوں کے لئے زندہ اور آباد تھے۔ انھوں نے انسانیت کے سرمایہ میں کسی بڑی چیز کا اضافہ نہیں کیا یہ مختلف زمانوں میں انسانیت اور تمدن کے مجرم رہے ہیں۔ اپنے ذرا سے فائدے کے لئے بارہا ایک شہر نے سیکڑوں شہروں کو بے چراغ کر دیا۔ ایک قوم نے بہت سی قوموں کو اپنی خوراک بنا لیا۔ کتنی بار چند آدمیوں کی وجہ سے ہزاروں لاکھوں انسان برباد کر دیئے گئے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا کے نقشہ پر اگر یہ شہر نہ ہوتے تو انسانیت وتمدن کا کچھ نہ بگڑتا اور دنیا میں کوئی بڑی کمی نہ ہوتی۔

لیکن اگر مکہ نہ ہوتا تو انسانیت ان معانی وحقائق، اخلاق وعقائد اور علوم وفضائل سے تہی دست ہوتی جو اس کا سب سے قیمتی سرمایہ اور اس کا سب سے بڑا حسن ہے۔ اسی کی بدولت دنیا نے ایمان کی اس لازوال دولت کو پھر سے پایا جسے لوگ ضائع کر چکے تھے، عالم نے اس صحیح عالم کو پایا جو ظن وتخمین کے پردوں میں چھپ چکا تھا۔ وہ عزت دنیا کو دوبارہ ملی جو سرکشوں اور ظالموں کے ہاتھوں پامال ہو چکی تھی۔ سچ تو یہ ہے کہ یہاں انسانیت نے نیا جنم لیا اور تاریخ نئے سرے سے ڈھل کر نکلی۔

لیکن مجھے ہوا کیا ہے جو میں کہتا ہوں۔ "اگر مکہ نہ ہوتا"، اگر مکہ نہ ہوتا تو کیا

ہو جاتا؟ مکہ تو اپنے خشک پہاڑوں، ریتیلے ٹیلوں بلکہ خانہ کعبہ اور زمزم کے متبرک کنویں کو اپنی گود میں لئے ہوئے چھٹی صدی عیسوی تک برابر سوتا رہا ہے اور انسانیت سسکتی اور دم توڑ رہی ہے۔ لیکن اس نے مدد کا کوئی ہاتھ نہ بڑھایا۔

مکہ اس وقت تک خشک پہاڑیوں اور ریتیلے ٹیلوں سے گھرا ہوا، دنیا سے الگ تھلگ اس طرح زندگی کے دن کاٹ رہا تھا گویا انسانیت کے کنبہ سے اس کا کوئی جوڑ نہ تھا دنیا کے نقشہ سے الگ تھا۔

اس لئے مجھے یہ کہنا چاہیے کہ مکہ نہیں بلکہ مکہ کا وہ عظیم الشان فرزند اگر نہ ہوتا جس نے تاریخ کے رخ کو بدل دیا زندگی کے دھارے کو موڑ دیا اور دنیا کو ایک نیا راستہ دکھایا تو دنیا کا یہ نقشہ نہ ہوتا۔

یہ سوچتے سوچتے میری آنکھوں کے سامنے چند مناظر پھر گئے، مجھے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے قریش کا سردار تن تنہا خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہے، لوگ اس کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ اس سے بد زبانی کر رہے ہیں۔ لیکن وہ انتہائی اطمینان کے ساتھ طواف کر رہا ہے۔

جب وہ طواف ختم کرتا ہے تو خانہ کعبہ میں داخل ہونا چاہتا ہے لیکن خانہ کعبہ کے کلید بردار عثمان بن طلحہ اسے سختی سے روکتے ہیں۔ سردار صبر سے کام لیتا ہے اور کہتا ہے عثمان! وہ دن بھی کیا ہوگا جب یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جسے چاہوں گا اسے دوں گا؟ عثمان کہتے ہیں "اس دن کیا قریش ختم ہو چکے ہوں گے؟" وہ جواب دیتا ہے "نہیں بلکہ اس دن انھیں حقیقی عزت ملے گی۔

میں نے دیکھا کہ وہی سردار فتح مکہ کے دن خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہے

اس کے وہ ساتھی جنھوں نے اپنے کو اس پر قربان کر دیا تھا، اس کے ارد گرد پروانہ وار فدا ہو رہے ہیں، اس وقت وہ کعبہ کے کلید بردار کو بلاتا ہے اور کہتا ہے "عثمان! لو یہ تمہاری کنجی ہے۔ آج کا دن نیکی اور ایفائے عہد کا دن ہے"۔

تاریخ شاہد ہے کہ وہ صرف اس کنجی کا مالک نہیں ہوا جس سے وہ خانہ کعبہ کے دروازے کھول سکتا تھا بلکہ اس کے پاس وہ کنجی بھی تھی جس سے وہ انسانیت کے ان تالوں کو بھی کھول سکتا تھا جو کسی حکیم فلسفی سے اس وقت تک نہیں کھل سکتے تھے۔ یہ کنجی قرآن کریم ہے جو اس پر نازل کیا گیا۔ رسالت ہے جو اسے سونپی گئی جو انسانیت کی ساری گتھیوں کو سلجھا سکتی ہے اور ہر زمانہ کی مشکلات کا حل پیش کرتی ہے۔

حج کے بعد میں اپنے شوق کے پروں پر اڑتا ہوا مدینہ منورہ کی طرف چلا۔ محبت اور وفا کی کشش مجھے مدینہ منورہ کی طرف بے ساختہ کھینچ رہی تھی، راستہ کی زحمتوں کو میں رحمت سمجھ رہا تھا اور میری نگاہ کے سامنے اس پہلے مسافر کا نقشہ گھوم رہا تھا جس کا ناقہ اسی راستہ سے گیا تھا اور اس نے اس راستہ کو اپنی برکتوں سے بھر دیا تھا۔

جب میں مدینہ پہونچا تو سب سے پہلے میں نے مسجد نبوی میں دو رکعت نماز ادا کی اور سعادت کے نصیب ہونے پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر میں آپ کے سامنے حاضر ہوا، میں آپ کے ان احسانات کے نیچے دبا ہوا تھا جن سے عہدہ برآ ہونا ممکن نہیں، میں نے آپ پر درود و سلام پڑھا اور گواہی دی کہ بیشک آپ نے اللہ کا پیغام کما حقہ پہونچا دیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سونپی ہوئی امانت کو پورا پورا ادا کر دیا۔

امت کو سیدھی راہ دکھائی اور اللہ کی راہ میں دم واپسیں تک پوری پوری کوشش کی۔ اس کے بعد میں نے آپؐ کے دونوں محترم دوستوں کو سلام کیا۔ یہ دونوں ایسے دوست ہیں جن سے بڑھ کر مصاحبت کا حق ادا کرنے والا تاریخ انسانی میں نظر نہیں آتا۔ اور نہ کوئی ایسا جانشین دکھائی دیتا ہے جس نے ان سے زیادہ اچھی طرح جانشینی کے فرائض کو ادا کیا ہو۔

درود و سلام سے فارغ ہو کر میں جنت البقیع کی طرف گیا۔ یہ زمین کا ایک چھوٹا سا قطعہ ہے جہاں صدق و صفا، مہر و وفا کا انمول خزانہ دفن ہے

دفن ہوگا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز

یہیں وہ لوگ سو رہے ہیں جنھوں نے آخرت کے لئے دنیا کی زندگی کو تج دیا یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے یقین اور اپنے دین کی خاطر وطن پر غربت کو ترجیح دی، انھوں نے رسول کے قدموں پر پڑے رہنے کے لئے رشتہ داروں اور احباب کے پڑوس کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کیا۔

(رجالٌ صدقوا ما عاھدوا اللّٰہ علیہ۔ بعض لوگ ایسے ہیں جنھوں نے اللہ سے جو عہد کیا اس کو سچ کر دکھایا)۔ یہاں سے فارغ ہو کر میں احد کی طرف گیا۔ احد وہ پاک اور دلکش سرزمین ہے جہاں محبت و وفاداری کا سب سے دلکش منظر دیکھنے میں آیا۔ اسی میدان میں انسانی تاریخ نے ایمان و یقین کو جیتے جاگتے کرداروں کی شکل میں دیکھا۔ یہیں سے بہادری اور شجاعت کے الفاظ لغت کو میسّر ہوئے۔ اسی خطے نے پاک محبت اور نادرہ وفا کا نمونہ دنیا کو دکھایا۔ یہاں پہونچ کر مجھے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے میں انس بن نضر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے

سن رہا ہوں ۔۔ "مجھے احد پہاڑ کے اسی طرف سے جنت کی خوشبو آرہی ہے۔"

مجھے کچھ ایسا محسوس ہوا جیسے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر شہادت سن کر کہہ رہے ہوں "اب آپؐ کے بعد جنگ و جہاد کا کیا لطف اور انسؓ بول اٹھے ہوں" لیکن آپ کے بعد زندگی کا بھی کیا مزا۔"؟

اسی احد پہاڑ کی گود میں حضرت ابو دجانہؓ نے اپنی پشت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھال بنا دیا تھا۔ تیر ابو دجانہؓ کی پشت کو چھید رہے تھے لیکن انھیں جنبش بھی نہ ہوتی تھی۔ اسی جگہ حضرت طلحہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر برسنے والے تیروں کو اس طرح اپنے ہاتھ پر لیا کہ ہاتھ شل ہو کر رہ گیا۔ اسی میدان میں حضرت حمزہؓ شہید ہوئے اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئیے گئے مصعب بن عمیرؓ جو قریش کے بڑے ناز پروردہ نوجوان تھے اسی جگہ اس حالت میں شہید ہوئے کہ ان کیلئے کفن بھی میسر نہ تھا۔ ایک کمبل تھا جس سے اگر سر چھپایا جاتا تو پیر کھل جاتے پیر ڈھانکے جاتے تو سر برہنہ ہو جاتا۔

اے کاش، احد دنیا والوں کو اپنے اس محبت کے خزانے سے کچھ دیدیتا اور کاش آج دنیا کو اس پچھلے ایمان و یقین کا کوئی ذرہ بھی نصیب ہو جاتا۔ اگر ایسا ہو جائے تو اس دنیا کی قسمت بدل جائے اور یہ دنیا جنت بن جائے۔

لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تم نے ہمیں قاہرہ کی سیر کرائی اور وہاں کی اہم شخصیتوں سے تعارف کرایا۔ تم نے دمشق اور اہل دمشق کی باتیں سنائیں اور وہاں کے علماء سے ملایا۔ تم ہمیں شرق اوسط لے گئے اور وہاں کی سیر کرائی اب حجاز اور حجاز کی نمایاں شخصیتوں کا بھی تعارف کراؤ۔ لیکن میں کیا کروں،

حجاز کی تو ایک ہی ہستی ہے جس کی باتیں کئے جائیے۔ جس کی وجہ سے حجاز حجاز ہے اور عالم اسلام عالم اسلام ہے۔ ۶

آبروئے ما ز نام مصطفےٰ است

سورج کے سامنے ستاروں اور چراغوں اور اس کی روشنی سے روشن ہونے والے ذروں کا کیا ذکر۔ بس یہی حجاز کی کہانی ہے اور یہی حجاز کا تعارف۔

ما آنچہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
الا حدیث دوست کہ تکرار می کنیم

مدینہ جانے والے سے

ڈاکٹر ابوالمنور سید باسط علی

ادب سے جا رہے ہیں باغ جنت دیکھنے والے
غریبی میں کبھی فردوسِ محبت دیکھنے والے
حرم میں جلوۂ کثرت کی وحدت دیکھنے والے
مدینے میں بہارِ خلد عشرت دیکھنے والے
مبارکباد دربار رسالت دیکھنے والے

نرالی وضع کو دیکھو نئے دستور کو دیکھو
وہاں کے قطرہ قطرہ میں مے منصور کو دیکھو
حرم کے ذرّہ ذرہ میں چراغ طور کو دیکھو
مدینے کی فضاؤں میں خدا کے نور کو دیکھو
ہمیں بھی یاد رکھنا شانِ رحمت دیکھنے والے

شرابِ معرفت کے شوق میں سرشار ہم بھی ہیں
اسی میخانۂ توحید کے میخوار ہم بھی ہیں
غلامانِ غلام احمد مختار ہم بھی ہیں
حقیقت میں ازل سے طالب دیدار ہم بھی ہیں
ہمیں بھی جلد بلوانا حقیقت دیکھنے والے

مدینے جاکے دیکھو تم بہار سبز گنبد کو
بحمد اللہ جاکر دیکھ لو دربار احمد کو
مدینے میں پہونچ کر پالو تم ہر ایک مقصد کو
پیو آنکھوں سے جالی اور چومو سنگ اسود کو
تمھیں کو دیکھ لیں گے کور دولت دیکھنے والے

سر محشر جو خود آئیں گے ہم سب کی شفاعت کو
سہارا جن کے دم سے ہے گنہگاران امت کو
وہ جلوہ تم بھی دیکھو ناز ہے خود جس پہ جنت کو
وہیں تم جارہے ہو دیکھنے دربار حضرت کو
تمھیں سب دیکھتے ہیں تم ہو جنت دیکھنے والے

سلام شوق کرنا عرض تم شاہ مدینہ سے
دل با سطاسے مضطر تنگ ہے فرقت میں جینے سے
بھلا دو غیر کی الفت شہا دل کے نگینے سے
میسر تا یا بخیر و عافیت آؤ مدینے سے
خدا حافظ، تمہارا شان رحمت دیکھنے والے

حکیمی تیل
درد۔ زخم۔ کٹے جلے اور سوجن وغیرہ بیماریوں میں بے حد مفید ہے
ایک بار تجربہ کیجئے
تیار کنندہ:- نامور دواخانہ جلال پور۔ فیض آباد۔

حسن سلوک

امۃ اللہ تسنیم

آج میں انھیں لوگوں کے حالات سناتی ہوں جو خود غریب اور محتاج تھے لیکن اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت کو ترجیح دیتے تھے۔ آپ بھوکے رہتے تھے اور دوسروں کو کھلا دیتے تھے۔ خود پیاسے رہتے تھے مگر دوسرے کی پیاس دیکھ کر تڑپ جاتے تھے۔

ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بھوک سے حالت خراب ہو رہی تھی۔ حضور نے اپنے گھروں میں کہلا بھیجا کہ کچھ کھانے کو ہو تو بھیجو مگر وہاں کچھ نہ تھا۔ تو حضور نے صحابۂ کرام سے فرمایا کوئی ان کو مہمان رکھ سکتا ہے؟ ایک صحابی نے عرض کیا میں رکھوں گا۔ پھر وہ مہمان کو اپنے گھر لے گئے اور بیوی سے کہا کچھ کھانا ہے۔ بیوی نے کہا تھوڑا سا کھانا بچوں کے لئے رکھا ہے۔ میاں نے کہا بچوں کو بہلا کر سلا دو اور مہمان کے آگے کھانا رکھ کر کسی حیلے سے چراغ بجھا دو تاکہ ہمارے نہ کھانے کا ان کو علم نہ ہو۔ انھوں نے یہی کیا۔ اسی بہانے مہمان کو کھانا کھلا دیا۔ اور خود سارے گھر نے فاقہ سے رات گذار دی بھلا اس وقت ایسی مثال کوئی پیش کر سکتا ہے۔ توبہ کیجئے

• ایک صحابی روزے سے تھے اور کھانا نہ ملنے کی وجہ سے روزہ پر روزہ رکھ

رہے تھے۔ ایک صحابی سمجھ گئے، فوراً اپنی بیوی کے پاس گئے اور کہا کہ میں رات کو ایک مہمان کو لاؤں گا تم ایسا کرنا کہ جب کھانا ان کے آگے رکھنا تو کسی بہانے سے چراغ بجھا دینا۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ چراغ بجھا کر ان کے شریک ہو گئے لیکن ایک لقمہ نہ چکھا، پورا کھانا مہمان کو کھلا دیا۔ اور خود بھوکے سو گئے۔

• حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ یرموک کی لڑائی میں۔ میں اپنے چچازاد بھائی کی تلاش میں نکلا اور مشک ساتھ لے لی کہ شاید وہ یا کوئی پیاسا ہو۔ اتفاق سے وہ ایسی حالت میں ملے کہ جانکنی شروع ہو گئی تھی اور دم توڑ رہے تھے۔ میں نے کہا پانی پیو گے۔ اشارہ سے کہا ہاں۔ میں نے جیسے ہی پانی ان کی طرف بڑھایا ایک صاحب کے کراہنے کی آواز آئی جو قریب ہی دم توڑ رہے تھے۔ میرے بھائی نے اشارے سے کہا پہلے ان کو پلاؤ۔ میں انکے پاس پہونچا اور پانی پیش کیا۔ تھا کہ تیسرے صاحب کے کراہنے کی آواز آئی وہ بھی اسی طرح جانکنی کی حالت میں تھے۔ انھوں نے کہا پہلے ان کو پلا دو پھر مجھے پلانا۔ میں ان کے پاس پہونچا تھا کہ وہ ختم ہو گئے اب میں جلدی سے دوسرے صاحب کے پاس چلا کہ ان کو پلا دوں ایسا نہ ہو کہ یہ بھی ختم ہو جائیں جیسے ہی ان کے پاس پہونچا وہ بھی ختم ہو گئے۔ تو میں فوراً اپنے بھائی کی طرف لپکا، دیکھا تو وہ بھی انتقال کر چکے تھے۔

یہ تھی ہمدردی اور یہ تھا ایثار کہ سب کے سب پیاسے چلے گئے لیکن دوسروں کی پیاس نہ دیکھ سکے۔ خود کی جان لبوں پر ہے۔ حلق سوکھ رہا ہے جانکنی شروع ہو گئی مگر اس حالت پر بھی دوسروں کا اتنا خیال اللہ اکبر

آج خود کا ہاتھ تو مرغ و مسمن پر ہے اور دوسرا فاقہ سے مگر کچھ پرواہ نہیں۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی کو کسی نے ایک بکری کی سری تحفہ میں بھیجی انھوں نے خیال کیا کہ میرا فلاں ساتھی بڑے کنبہ والا ہے۔ وہ مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے۔ پس وہ سری اس کو بھیجدی۔ سری وہاں پہونچی۔ انھوں نے دوسرے کو ضرورت مند سمجھ کر ان کو بھیجدی اس طرح وہ سات گھر گھوم کر پھر انھیں پہلے صحابی کی طرف پلٹ آئی اور مزا یہ کہ سب بھوکے اور فاقہ مند تھے لیکن اپنے سے زیادہ دوسروں کا خیال انکی گھٹی میں پڑ چکا تھا۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عورتو، صدقہ کرو۔ کچھ نہیں تو زیور ہی سہی۔ یہ سنکر حضرت زینب اپنے شوہر کے پاس آئیں اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو صدقہ کا حکم دیتے ہیں۔ تم غریب نادار آدمی ہو۔ حضورؐ سے جا کر پوچھو اگر حضور فرمائیں تو میں تمہیں کو دے دوں ورنہ پھر جس کو فرمائیں۔ ان کے شوہر عبد اللہؓ ابن مسعود نے کہا مجھے شرم آتی ہے تمہیں جا کر پوچھو۔ یہ گئیں۔ تو دیکھا کہ ایک انصاری عورت حضورؐ کے دروازے پر کھڑی ہیں۔ اور یہی غرض ان کو بھی لائی ہے۔ حضرت بلالؓ آئے تو انھوں نے کہا رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے جا کر عرض کر دو کہ دو عورتیں دروازے پر کھڑی ہیں۔ اور پوچھتی ہیں کہ ہم اپنے نادار شوہروں کو صدقہ دے سکتے ہیں۔ مگر ہمارا نام نہ لینا۔ حضرت بلال نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ دو عورتیں دروازے پر کھڑی پوچھتی ہیں کہ ہم اپنے نادار شوہروں کو صدقہ دے سکتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا وہ عورتیں کون ہیں۔ عرض کیا ایک انصاری بی بی ہیں اور ایک زینب۔ حضور نے فرمایا کون زینب۔ عرض کیا عبد اللہ ابن مسعود کی بیوی۔ فرمایا۔ ان سے کہو کہ دہرا اجر ہے ایک تو قرابت داری کا دوسرا صدقہ کا۔

جہاں نما

سید سلمان

ایک نئی ایجاد

جرمنی کے ایک کارخانہ نے کھڑکیوں کے لئے ایک ایسا شیشہ ایجاد کیا ہے جو سڑکوں پر موٹروں اور لوگوں کی آوازوں کو گھر میں جانے سے روک دیتا ہے کارخانے نے اولاً صرف اس شیشہ پر اکتفا کیا ہے جو موٹروں اور بسوں کی خلل انداز آوازوں سے حفاظت کرے۔ پھر ایسا شیشہ تیار کیا جائے گا جو ہر قسم کی آواز اور شور و شغف سے محفوظ رکھے گا۔

بوڑھی محبت

تقریباً سو سال کے ایک مرد اور ایک عورت نے بہت زور و شور سے اپنا نکاح کیا۔ بیوی کی عمر ۹۴ سال اور میاں کی ۹۰ سال۔ امریکہ کے ایک شہر (کنکٹی) میں دونوں بڑی راحت و خوش حالی کی زندگی گذار رہے ہیں۔ بیوی کہتی ہیں کہ "میں نے کبھی ان کی زبان سے ڈانٹنے، جھڑکنے کا کلمہ نہیں سنا۔

زہے نصیب، ورنہ اس عمر کی لڑائیاں تو بہت مشہور ہوتی ہیں۔

ٹیلیفونی واعظ و ناصح

جرمنی نے ایک ٹیلیفون ایجاد کیا ہے، اس کا کام یہ ہے کہ وہ صحت کے متعلق

ہدایات دیتا رہتا ہے۔ اور خاص طور پر ان امراض کے متعلق بتاتا ہے جو بہت عام ہیں۔ مثلاً دانتوں کی بیماری۔ شراب وغیرہ اور چیزوں کے نقصانات، کھانے میں پرہیز کے متعلق ہدایات وغیرہ وغیرہ۔ یہ ہدایات وقت اور ضرورت کے مطابق دی جاتی رہتی ہے۔

نابیناؤں کے لئے کرایہ میں تخفیف

شاہ فیصل نے اس قرارداد سے پورا اتفاق کیا جو شرق اوسط کمیٹی کے جلسہ میں پیش کی گئی جس میں یہ طے کیا گیا کہ ہوائی جہاز کا کرایہ نابیناؤں کے لئے نصف کر دیا جائے گا۔ اگر کسی نابینا کے ساتھ اس کا کوئی ساتھی بھی ہو تو دونوں ایک ٹکٹ میں سفر کر سکتے ہیں۔

مختلف قوموں نے روزہ کیسے رکھا؟

قدیم زمانے میں مصریوں کے روزے کا یہ طریقہ تھا کہ وہ اپنے تہواروں میں رکھتے تھے۔ دینی پیشوا کاہن اور نجومی سات سے چھ ہفتے تک ہر سال روزہ رکھتے تھے چینیوں کے یہاں فتنہ و فساد کے زمانے میں روزہ واجب تھے۔ تبت کی بعض قومیں ۴۲ گھنٹے کھانے کو ہاتھ نہیں لگاتی تھیں۔ حتیٰ کہ تھوک بھی نہیں نگلتی تھیں۔ یونانیوں میں خاص طور پر عورتوں پر روزہ فرض تھا۔ طریقہ یہ تھا کہ روزہ دار عورتیں غم و اندوہ کی حالت میں بیٹھتی اور غم بڑھاتی تھیں۔ رومی اور اٹالین اس وقت روزہ رکھتے جب کوئی دشمن ان پر چڑھائی کرتا تھا۔ حضرت موسیٰؑ سال میں ۴۰ روزہ رکھتے۔ یہودی اغم یوگی خطرات اور وبا کے زمانہ میں روزہ رکھتے۔ حضرت عیسیٰ بھی حضرت موسیٰ کی طرح کرتے تھے اسلام آیا تو اس نے ہر سال ایک مہینے کے روزے فرض کئے۔

دعا

علامہ اقبال

یارب دلِ مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے
پھر وادیٔ فاراں کے ہر ذرہ کو چمکا دے
پھر شوقِ تماشا دے پھر ذوقِ تقاضا دے
محرومِ تماشا کو پھر دیدۂ بینا دے
دیکھا ہے جو کچھ میں نے اوروں کو بھی دکھلا دے
بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو پھر وسعتِ صحرا دے
پیدا دلِ ویراں میں پھر شورشِ محشر کر
اس محملِ خالی کو پھر شاہدِ لیلا دے
اس دور کی ظلمت میں ہر قلبِ پریشاں کو
وہ داغِ محبت دے جو چاند کو شرما دے
رفعت میں مقاصد کو ہمدوشِ ثریا کر
خودداری ساحل دے آزادیٔ دریا دے
بے لوث محبت ہو بیباک صداقت ہو
سینوں میں اجالا کر دل صورتِ مینا دے
احساس عنایت کر آثارِ مصیبت کا
امروز کی شورش میں اندیشۂ فردا دے
میں بلبلِ نالاں ہوں اک اجڑے گلستاں کا
تاثیر کا سائل ہوں محتاج کو داتا دے

فاطمہ

شہیدہ طرابلس

ظہیر نیازی

نرم و نازک ہاتھوں میں نہ جانے کہاں سے اس بلا کی طاقت آگئی تھی!.. اس کی گردن انسانیت کے قاتلوں کے منحوس عقابی پنجوں میں جکڑی ہوئی تھی اور وہ قطعی بے بس تھی۔ ایک ننھی سی جان، گیارہ سالہ ایک لڑکی کی قوت ہی کتنی... مگر اس کے لئے رحمتِ خداوندی جوش میں آئی ہوئی تھی اور غیبی طاقت اس ننھی مجاہدہ کو مدد پہونچا رہی تھی۔ اس نے ایک زخمی مجاہد کی تلوار اٹھالی اور اسی سے اپنے حریف پر وار کر دیا۔ وار خالی نہ گیا۔ اور آن واحد میں دشمن انسانیت کا ہاتھ اس کندھے سے کٹ کر جھولتا نظر آیا۔

یہ ننھی مجاہدہ فاطمہ تھی۔ شاید فاطمہ نام ہی میں بڑی برکتیں ہیں۔ اور لازوال خوبیاں ہیں! خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضہ سے لے کر فلسطین کی تازہ ترین مجاہدہ فاطمہ برنادی تک کے حالات کو دیکھ لیجئے

میں جس ننھی مجاہدہ فاطمہ کا ذکر کر رہا ہوں یہ نام بھی اسلامی تاریخ اور مجاہدین

اسلام کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھے جانے کے لائق ہے! دنیا طرابلس کی اس ننھی مجاہدہ کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

یہ دیکھئے، یہ طرابلس ہے یعنی آج کا لیبیا۔ تاریک براعظم افریقہ کا ایک ایسا ملک جو تاریک براعظم ہوتے ہوئے بھی تاریک نہیں بلکہ اسلام کے نور سے روشن ہے لیکن مسولینی کے دیس کے باسی اطالوی درندے مصر اور الجزائر کے درمیان واقع اس ملک سے اسلام کی شمع گل کر دینا چاہتے ہیں؛ جنگ طرابلس زوروں پر! کفر اور اسلام کے معرکہ کی شہرت روئے زمین کے چپے چپے پر پھیلی ہوئی ہے۔ طرابلس کا ہر خاص و عام جہاد کے لئے کمربستہ ہے۔ انھیں طرابلسی سرفروشوں میں ایک نام عبداللہ کا بھی ہے۔ طرابلس کے سب سے بڑے قبیلے کا سردار عبداللہ۔ عبداللہ کو اللہ تعالیٰ نے صرف ایک ہی اولاد سے نوازا ہے اور وہ ہے فاطمہ! بیٹا بھی وہی بیٹی بھی وہی۔ باپ دیکھتا ہے کہ ناز و نعم کی پلی، کھیلوں میں تُلی ہوئی بیٹی فاطمہ بھی طرابلس کے سرفروشوں کے ساتھ ساتھ ہے تو خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر ادا کرتا ہے کہ اولاد ہو تو ایسی ہی مگر خالق کل سے دعائیں بھی مانگتا رہتا ہے کہ اس کی لاڈلی ایک عمر خاص کو پہونچے تاکہ اس دنیا میں اپنی قوم اور اپنے مذہب کا نام روشن کرے لیکن فاطمہ کی سرگرمیاں جوں جوں بڑھتی جاتی تھیں بزرگ باپ کی تشویش میں بھی اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ عبداللہ کے دل میں یہ خطرات انگڑائیاں لینے لگے کہ کہیں اس کی اکلوتی چہیتی بیٹی فاطمہ محاذ جنگ میں کام نہ آجائے اور کہیں ایک کلی پھول بننے سے پہلے ہی مرجھا نہ جائے اور اس کے خطرات غلط ثابت نہیں ہوئے۔

چھلکتی ہے تری امت کی آبرو اس میں

فاطمہ کا یہ کام تھا کہ وہ زخمی سپاہیوں کو پانی پلایا کرتی تھی۔ مشکیزہ بھر بھر کر چڑیا کی طرح پھدکتی ہوئی زخمی سپاہیوں کے پاس پہونچ جاتی اور انھیں پانی پلا کر جنت خریدتی۔ (یوں بھی وہ ازل سے ایک جنتی روح ہی تھی) دیکھئے آج بھی فاطمہ اسی طرح مشکیزہ لئے ہوئے وطن کے مجاہدوں کو پانی پلا رہی ہے آج جنگ کا نقشہ قیامت کے نقشے سے کچھ کم نہیں! ایک طرابلسی سپاہی فاطمہ کے سر پر دست شفقت رکھ کر کہتا ہے: "بیٹی! تم اپنا نہیں تو اپنے باپ ہی کا خیال کرو اگر تم جنگ میں کام آگئیں تو پھر عبداللہ کا کیا ہوگا؟"

ننھی مجاہدہ کے ہونٹ پھول برساتے ہوئے کہتے ہیں: "میں جنت کے دروازے پر ابا جان سے ملوں گی اور پھر کبھی نہ بچھڑوں گی۔"

اور یہ کہہ کر ننھی مجاہدہ پانی سے بھرے ہوئے مشکیزہ کو لئے زخمی سپاہیوں کی طرف بڑھ جاتی ہے یہ زخمی سپاہی یہ عظیم مجاہدہ یہ عظیم سرفروش و جاں باز اس ارض طرابلس سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس کے بارے میں علامہ اقبال نے دربار رسالت میں عرض کیا ہے ؎

چھلکتی ہے تری امت کی آبرو اس میں — طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اس میں

ننھی مجاہدہ کئی دنوں سے اٹلی کے حملہ آور قزاقوں کی نظر میں کھٹک رہی ہے آج اطالوی درندوں کو فاطمہ کو اپنے زد میں لینے کا موقع مل گیا ہے۔ فاطمہ ایک زخمی مجاہد کو پانی پلانے کے لئے جیسے ہی جھکتی ہے۔ پاس ہی منڈلاتے ہوئے دو اطالوی

طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اس میں

درندے اسے دبوچ لیتے ہیں۔ ایک نے فاطمہ کی گردن پکڑ لی ہے۔ وہ قطعی بے بس ہو گئی ہے پھر بھی اسی حالت میں زخمی مجاہد کی تلوار اٹھا کر اطالوی ظالموں پر وار کرتی ہے۔ درندہ صفت اطالوی کا بازو کندھے سے جھول جاتا ہے۔ مگر دوسرا اطالوی شیطان ننھی فاطمہ، معصوم فاطمہ کے سینے میں سنگین گھونپ دیتا ہے اور وہاں اپنے چہیتے باپ کا انتظار کرتی ہے اس کی اس عظیم الشان شہادت پر اس کے اعزاز میں جنت کے فرشتے بھی سر جھکائے کھڑے ہیں۔

ماخوذ ہدیٰ ڈائجسٹ

بلغ العلیٰ بکمالہٖ
کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ
صلوا علیہ وآلہٖ

انقلاب

ممتاز فاطمہ فاروقی۔ بھوپال

"کیا آپ نے چائے پی لی"؟

"جی ہاں۔ پی لی"

"اور آپ کو کوئی کمی اس میں نہ لگی"؟

"جی۔ کوئی کمی نہیں"

"غضب ہو گیا" اور یہ کہہ کر بیگم تعجب اور خوشی کے ملے جلے احساس کے ساتھ کمرے سے اس طرح بھاگیں جیسے نہ جانے کیا ہو گیا اور انھوں نے اپنی ساس اور دیور اور نند کو جمع کر کے کہا" واقعی آج تو غضب ہو گیا۔ تمھارے بھائی صاحب نے بغیر شکر کی چائے پی لی اور پیالی بھی نہ پھینکی۔

ارشد میاں اچھے کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ زندگی میں مزہ ہی مزہ تھا۔ غم و رنج اور تکلیف تو گویا انھوں نے دیکھی ہی نہ تھی۔ بچپن بھی ایسا گزرا کہ کوئی بات سوائے عیش و راحت کے نہیں۔ اور بڑے ہوئے تو ایسے کہ گویا زندگی بھر کے لئے سارے سامان موجود ہیں۔ انھیں ان سب کے جمع کرنے

کے لئے کچھ نہیں کرنا تھا۔ ایسے خاندان میں سوائے کھانے پینے اور آرام سے زندگی بسر کرنے کے اور کام بھی کیا ہو سکتا ہے۔ گھر بیٹھے جب سب کچھ مل جاوے تو کیا ضرورت ہے کہ آدمی مشقت جھیلے۔ اور ایسے ماحول میں پرورش پاکر سوائے اس کے کہ اس کا مزاج خراب ہو اور بد دماغ ہو جائے اور ہو بھی کیا سکتا ہے۔ یہی حال ارشد میاں کا بھی تھا۔ کھانے میں ذرا نمک زیادہ یا کم ہوا کہ انھوں نے نفیس قسم کے برتن دسترخوان سے اٹھائے اور صحن میں پھینک مارے۔ چائے میں شکر کم ہوئی کہ پیالی باہر۔ اور اسی پر بس نہیں بلکہ اس کا غصہ دن بھر چھوٹوں اور نوکروں پر ہوتا رہتا۔ سارا خاندان پریشان تھا۔ ان کی بدمزاجی بجائے کم ہونے کے دن بہ دن بڑھتی ہی جارہی تھی۔ ماں نے بہت سمجھایا بھی کہ "بیٹے ایسا نہیں کرتے۔ کھانے میں جو کمی ہو بتا دیا کرو غصہ کرنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟ لیکن ان کی سمجھ میں بات نہ آتی تھی۔

ارشد میاں کے بچپن کے دوست محمود میاں کچھ دن سے بدل سے گئے تھے ان کے صبح شام... چال ڈھال میں غرض ہر چیز میں فرق آگیا تھا۔ ارشد میاں بھی حیران تھے کہ اب محمود کی وہ حالت نہ رہی جو پہلے تھی۔ نہ جانے کون سا نیا شوق اسے ہو گیا تھا۔ کئی بار اس نے سنیما جانے سے انکار کر دیا حالانکہ پہلے اس کا بڑا شوق تھا۔ نمازوں کی بھی پابندی تھی۔ اس طرح ارشد میاں کو ایسا لگا کہ اس کے بچپن کا دوست اس کا ساتھ چھوڑ رہا ہے اور ایک دن جھنجھلا کر پوچھ ہی لیا کہ "آخر یہ ملّا بنا کیوں؟" محمود نے جواب دیا "میرے عزیز دوست

اب تک زندگی بے سوچے سمجھے گزر رہی تھی۔ چلو تمہیں بھی آج ایسی جگہ لے چلوں جہاں انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ وہ اس زندگی کی قدر و قیمت اور اپنے پیدائش کے مقصد کو سمجھے۔"

یہ کہہ کر اس نے ارشد کو ساتھ لیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ دونوں جامع مسجد پہونچے۔ مغرب کی نماز ادا کی اور واپس ہونے ہی والے تھے کہ محمود نے کہا "آج بدھ کا دن ہے یہاں اجتماع ہوتا ہے اور یہی وہ جگہ ہے جہاں پہنچکر میرے خیالات میں انقلاب آنا شروع ہوا۔"

اس کے بعد ارشد میاں اور محمود دونوں نے ہی اپنے ماحول کو تین دن کے لئے چھوڑنے کی نیت کر لی اور گھر پہونچ کر سب کو بتا دیا کہ وہ تین دن کے لئے جماعت میں باہر جا رہے ہیں۔ اور دوسرے دن چلے گئے۔ محمود تو پہلے بھی سفر کر ہی چکا تھا۔ ارشد کا بھی وقت مسجد کے پاکیزہ ماحول میں اچھا گذرا۔ اور کھانے سے قبل آداب طعام میں یہ بات آئی کہ کھانے میں عیب نہ نکالنا چاہیئے۔

اس پہلے سفر کی واپسی کے بعد یہ پہلا ناشتہ تھا جو ارشد نے اپنے گھر کھایا بیا حضور نے محبت سے بلایا۔ اور پوچھا "بیٹے! تمہارے آج کے رویے نے دل خوش کر دیا۔ اللہ تمہیں نیکی عطا فرمائے۔ لیکن تم نے یہ نہ بتایا کہ پہلے تم نے میرا کہنا تک نہ مانا لیکن یہ تبدیلی اب کیسے؟"

ارشد نے جواب دیا "بیا حضور۔ تین دن کے سفر میں باہر گیا تھا جماعت میں بڑے اچھے اور نیک بزرگ ساتھ تھے۔ وہاں جاکر ہی اپنا عیب عیب

نظر آیا ورنہ ہم غیب ہی نہ سمجھتے تھے۔ وہاں ہمیں ہر عمل سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقے بتائے گئے۔ وہاں یہ بتایا گیا کہ کھانے میں عیب نہ نکالنا چاہیئے۔ اس لئے کہ ہر ایک کی قسمت میں جیسا رزق لکھا ہوتا ہے وہی اس کو ملتا ہے۔ آج بھی ایسا ہی ہوا۔ میری چائے میں شکر نہ تھی۔ میں نے سمجھا کہ یہ اللہ ہی کی جانب سے ہے اور مجھے پی لینا چاہیئے۔ اگر شکر مانگتا تو سوال ہو جاتا اور .... میں نے سوچا کہ اس وقت اسی قسم کی چائے پی لینے میں ہی اللہ کی رضا پوشیدہ ہے۔"

بابا حضور نے کہا۔ "سبحان اللہ۔ بیٹا۔ کیا ہی اچھا طریقہ اللہ نے اس گئے گذرے دور میں رائج فرما دیا۔ اللہ کرے کہ دنیا کے سارے مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں کو سفر کر کے ہی اپنی زندگی میں اپنالیں۔ اسی میں دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے۔

بیگم نے بھی خوشی کے آنسو آنکھوں میں لا کر کہا۔ "اب آپ پھر کب جا رہے ہیں"؟

اور ارشد میاں مسکراتے ہوئے باہر چل دیے۔

Islam's Achievements

- اسلام مختصر مدت میں عالمگیر مذہب کیسے بنا
- اسلام نے اقوام عالم کو اپنی سادگی سے کیونکر گرویدہ بنایا؟
- اسلام نے رنگ ونسل کے امتیازات کس طرح مٹائے؟
- اسلام نے طبقات انسانی کو ایک لڑی میں کیسے پرویا؟
- اسلام نے خدا شناسی اور خدا پرستی کیسے سکھائی؟
- اسلام نے مختلف علوم کی آبیاری کیسے کی؟

ہم کو، آپ کو اور غیر مسلم احباب کو ان سوالوں کا جواب اس مختصر سی کتاب میں ملے گا۔

قیمت: دو روپے 2/-

ہندستانی کتاب گھر ۹ ناظر باغ کانپور

خدا کی نعمتیں

امرود سنگترہ

ہارون رشید صدیقی

اگر تم خدائے تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرو تو عاجز رہ جاؤ گے۔" صرف پھلوں کو ہی لے لیجئے یکے بعد دیگرے سلسلہ چلا آرہا ہے۔ غریب امیر سب کے لئے مہیا ہیں۔ ہمارا امرود یا یوں کہئے "غریبوں کا سیب" بھی عجیب پھل ہے۔ سال میں دو بار آتا ہے۔ ایک برسات میں دوسرا شروع سردیوں میں، برسات والا قدرے پھیکا ہوتا ہے سردیوں والا میٹھا تو ہوتا ہے مگر کچھ ترشی بھی رکھتا ہے اور بعض تو بہت ہی ترش ہوتے ہیں، امرود کا مزاج سرد و تر ہے لیکن میٹھے امرود میں نسبتاً سردی کم ہے اور کہنا چاہیئے کہ مائل بہ حرارت ہے۔ سرد مزاج والوں کو تو کم موافق آتا ہے لیکن معتدل اور گرم مزاج والوں کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے کچھ قابض ہے لیکن ملین ہے یعنی اجابت کو ڈھیلا کرتا ہے۔

امرود میں تمام غذائی اجزا پائے جاتے ہیں۔ پروٹینز، کاربو ہائیڈریٹس، فیٹس، کیلشیم، آئرن، فاسفورس کسی نہ کسی مقدار میں یہ سب ہی چیزیں موجود ہیں، وٹامن بی اور سی بھی موجود ہیں اس لئے یہ جسم کی پرورش بھی کرتا ہے اور مسوڑھوں اور معدہ کو تقویت بھی دیتا ہے۔ اور ان کو بیماریوں سے محفوظ بھی رکھتا ہے قوت ہاضمہ کو بڑھاتا ہے بھوک میں زیادتی کرتا ہے۔ خفقان اور گھبراہٹ کو دور کر کے طبیعت میں نرمی اور فرحت لاتا ہے۔ دل کو قوت دیتا ہے اور دماغ کو تر رکھتا ہے۔

اس کے استعمال کا اچھا طریقہ تو یہ ہے کہ کھانے کے فوراً بعد اس کی قاشیں کر کے اس پر پسی ہوئی سیاہ مرچ نمک اور ذرا سی سونٹھ چھڑک کر کھائیں، اس ترکیب سے اس کی سردی کی کچھ اصلاح ہو جائے گی۔ نہار منہ نہ کھائیں اور اوقات میں کھانا ہو تو اس کا لحاظ رکھیں کہ شام کے ۴ بجے کے بعد نہ استعمال کریں تاکہ اس کی سردی کی مضرت سے بچ سکیں۔ امرود کے کھانے میں اس کے بیج چبائے نہ جائیں ورنہ قبض میں اضافہ ہوگا۔ اس کی جیلی بھی لذیذ و مفید ہے۔

دانتوں کے درد میں امرود کی پتی ذرا سی پھٹکری کے ساتھ ابال کر کلی کرنا بہت مفید ہے۔

سنترہ:۔ سنترہ یا سنگترہ بھی خوش رنگ و خوبصورت اور بہت لذیذ پھل ہے بعض نہایت ترش ہوتا ہے اور بعض شیریں لیکن قدرے مزیدار ترشی ضرور رکھتا ہے یہ کچھ سرد مگر خاصا تر ہے۔ اس میں بھی تمام غذائی اجزا پائے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ ثمن یعنی بدن کو موٹا کرتا ہے۔ یہ اعلیٰ درجہ کا مفرح ہے یہ گرمی اور پیاس کو تسکین دیتا ہے۔ تمام اعضائے رئیسہ کو تقویت دیتا ہے۔ صفرا کو صاف کرتا ہے اس لئے صفراوی مزاج والوں (پت کی زیادتی والے جن کو اکثر پت کی زیادتی سے جی مالش کرتا ہے سر میں درد ہوتا اور بخار آ جایا کرتا ہے) کو بہت مفید ہے۔ اختلاج یعنی دل کی دھڑکن میں بھی مفید ہے اس میں وٹامن سی پایا جاتا ہے اس لئے مسوڑھوں اور معدہ کے لئے بھی مفید ہے۔ اس میں سردی ہے اس لئے نہار منہ نہ کھائیں غروب کے بعد سے احتیاط کریں ورنہ نزلہ کا اندیشہ ہے۔ سنترہ کے چھلکوں کا اُبٹن چہرے کی چھائیں کو دور کرتا ہے اور سیاہی کو دفع کر کے رونق لاتا ہے۔

تندرستی ہزار نعمت ہے

سردی کا موسم

ادارہ

یہ سردی کا موسم بھی خدائے تعالیٰ کی عجیب نعمت ہے اس میں صحت مند آدمی کی بھوک بڑھ جاتی ہے اور نسبتاً وہ غذا زیادہ کھانے لگتا ہے اور کام بھی زیادہ کر لیتا ہے۔ جسم میں چستی و چالاکی رہتی ہے اور موسموں کے مقابلے میں اس میں بعض مقوی اور گرم غذائیں بآسانی ہضم ہو کر جزو بدن ہو جاتی ہیں۔ اور پورے سال قوت بحال رہتی ہے۔ اس لئے اس موسم میں اللہ تعالیٰ توفیق دے تو بکری یا چڑیوں کا گوشت، مچھلی، انڈا، انڈوں کا حلوا وغیرہ مناسب مقدار میں استعمال کریں۔ نیم برشت (ہاف فرائی) انڈا بہت ہی مفید ہوتا ہے۔ بعض لوگ سردیوں میں چائے کو ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ ان کی خام خیالی ہے جو لوگ چائے کے عادی نہیں ہیں ان کو اس طرف قطعی دھیان نہ دینا چاہیے۔ البتہ اس کا لحاظ رہے کہ چکنی غذاؤں کے بعد ٹھنڈا پانی استعمال نہ کریں اور روٹی کے خشک لقمے سے گلا صاف کر کے پانی پئیں ورنہ گلے کی بیماریوں کا اندیشہ ہے

ہمارے غریب بھائیوں کو البتہ یہ مشہور عام گرم، مرغن اور مقوی غذائیں نہیں مہیا ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جس طرح سے سردی گرمی اور برسات کے موسموں کو عام رکھا ہے اسی طرح ان غذائی مقوی اجزاء کو بھی عام رکھا ہے۔ سرسوں کا تیل موجودہ زمانے میں ملنے والے گھی سے زیادہ مفید و مقوی ہے اسی طرح جوار، مکئی میں مفید ترین اجزاء پوشیدہ ہیں۔ اس میں تمام غذائی اجزاء موجود ہیں۔ جو جسم کی اچھی

پرورش کرنے کی مکمل طور پر صلاحیت رکھتے ہیں۔ جوار میں وٹامن لے اور بی پایا جاتا ہے اور سیلی مچھلی میں وٹامن اے، بی کے علاوہ وٹامن ای خاصی مقدار میں پایا جاتا ہے جو ہر عورت مرد کے لئے ضروری وٹامن ہے اور جو انڈے کی زردی نیز دوسری قیمتی غذاؤں میں پایا جاتا ہے اسی طرح راگی (مڈوا) اور باجرے میں وٹامن اے اور بی موجود ہیں غرض کہ ان موٹے اناجوں میں تمام غذائی اجزا موجود ہیں اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان موٹے غلوں میں یہ قوتیں رکھ کر اپنے غریب بندوں کو بھی نوازا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غریب لوگ جو خدا کی ان نعمتوں کو صحیح طور پر استعمال کرتے ہیں اور لاپرواہی و غفلت سے اپنی صحت خراب نہیں کر لیتے وہ دولت مندوں سے قوی و چست ہوتے ہیں۔ سردیوں کی دھوپ سے بھی ایک خاص وٹامن حاصل ہوتا ہے جو ہڈیوں کو مضبوط کرتا ہے۔ موقع ہو تو جسم میں سرسوں کا تیل لگا کر تھوڑی دیر دھوپ میں بیٹھیں تو صحت کے لئے مفید ہے اسی طرح صبح کے وقت سورج کی طرف منہ کر کے آنکھ بند کر کے تھوڑی دیر بیٹھیں اور دھوپ سے آنکھوں کی سکائی کریں مگر چند منٹ۔ یہ بینائی کے لئے مفید ہے۔

سردی کا موسم برسات کے موسم کے بعد آتا ہے اور بعض لوگوں کو برساتی بیماریاں دے جاتا ہے جیسے ملیریا ان کے لئے کچھ دوائیں لکھی جاتی ہیں تاکہ وہ صحت مند ہو کر سردی کے موسم سے استفادہ کر سکیں۔ (۱) تلسی کے پتے۔ اگرام کالی مرچ، عدد پانی میں پیس کر چند روز پلانے سے جاڑا بخار جاتا رہتا ہے۔ (۲) پھٹکری بھون کر باریک پیس کر رکھ لیں، جاڑا بخار سے ۲ گھنٹے پہلے آدھ آدھ گرام (چار چار رتی) دو دو گھنٹے کے فرق سے کھلائیں جاڑا بخار نہیں آئے گا۔ اس موسم میں چیچک کی بیماری چل پڑتی ہے۔ اس لئے بچوں کو چیچک کا ٹیکہ لگوا دیں۔ اور چاہیے کہ بچوں کو چند دانے سچے موتی بھی نگلوا دیں یا خمیرہ مروارید ایک ایک ماشہ چٹائیں

سوال و جواب

آپ پوچھیں ہم جواب دیں

مولانا خطیب احمد صاحب ندوی

ڈاکٹر فرزند علی صاحب۔ موضع رادت پور۔ ڈاکخانہ کانٹ ضلع شاہجہاں پور

س: مسافر اگر چار رکعت والی فرض نماز مقیم امام کے پیچھے پڑھ رہا ہے مگر وہ قعدہ اخری میں شریک ہو سکا تو وہ اب چار رکعتیں پوری کرے یا دو رکعتیں؟

ج: مسافر مقتدی وقتی نماز میں مقیم امام کے پیچھے مذکورہ صورت میں چار رکعات پوری کرے گا۔

س: صلواۃ التسبیح میں اگر سجدۂ سہو کرنا پڑے تو کیا سہو والے سجدوں میں بھی تسبیحات پڑھنی چاہئیں؟

ج: اگر تعداد تسبیحات مکمل ہو چکی ہیں۔ تو سجدہ سہو میں تسبیحات نہیں پڑھے گا۔ کیوں کہ مقررہ تعداد سے زائد ہو جائیں گی۔ اور اگر کسی جگہ کی تسبیحات پڑھنا بھی بھول گیا ہے تو ان کو سجدہ سہو میں پوری کر سکتا ہے۔

س: دیہات کے کنوؤں میں اکثر دیہاتی مسلمان احتیاط نہیں کر پاتے اور غیر مسلمین تو بالکل احتیاط نہیں کرتے۔ پانی کے برتن جانوروں کے پاس رکھ دیتے ہیں جس سے اکثر گوبر وغیرہ برتن کے پیندے میں لگ جاتا ہے اور ویسے ہی کنوئیں میں ڈال دیتے ہیں۔ ایسے کنوؤں کا کیا حکم ہے، بعض دیہات میں سارے

کنویں اسی طرح کے ہیں۔

ج: اگر نجاست کا برتن کے ساتھ کنووں میں جانا یقینی ہے تو ایسے کنویں نجس ہو جائیں گے۔ امکان سے نجس نہیں ہوں گے۔

س: آج کل فیشنی دوپٹوں سے بال صاف نظر آتے ہیں۔ ان دوپٹوں کا اوڑھنا کیسا ہے اور کیا ان دوپٹوں کو اوڑھ کر نماز ہو جائے گی یا نہیں۔

ج: انسان کو اپنا ستر چھپانا ضروری ہے چونکہ سر کے بال ستر میں داخل ہیں لہٰذا عورتوں کو بال چھپانا ضروری ہے لباس ایسا ہو جو ساتر (چھپانے والا) ہو مذکورہ دوپٹوں کو اوڑھ کر نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہو گی۔

س: شش عید کے روزے مسلسل رکھنے چاہئیں یا افطار کرکے بعد میں رکھنا ٹھیک ہے اور کیا شش عید کے روزے رکھنے کے لئے ۲ شوال کا روزہ ضروری ہے۔

ج: مناسب یہ ہے کہ ۲ شوال سے ابتدا کرے۔ ۲ شوال کا روزہ ضروری نہیں ہے۔ مسلسل یا تفریق دونوں میں اختیار ہے جس صورت میں بھی سہولت ہو اس پر عمل کیا جا سکتا ہے

س: مرد اگر صاحب نصاب ہے تو کیا وہ اپنی اولاد کی طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کرے اور اگر عید الفطر کے روز صدقہ فطر ادا نہیں کیا ہے تو اب ادا کرنا ضروری ہے یا ساقط ہو گیا؟

ج: مرد اگر صاحب نصاب ہے تو اس پر اپنی نابالغ اولاد کا بھی صدقہ فطر واجب ہے اگر عید الفطر کے روز ادا نہیں کر سکا ہے تو بعد میں ادا کرنا ضروری ہے۔ صدقہ عید کی نماز سے قبل ہی ادا کر دینا چاہئے صدقہ فطر ساقط نہیں ہوتا ہے ۔:

ذائقہ

تنوری شیرمال

آٹا ایک کلو باریک، شکر پسی ہوئی ۲½ سو گرام، گھی ۲½ سو گرام یا ۲۰۰ گرام، دہی دس گرام، نمک حسب ذائقہ۔ پہلے آٹے میں نمک، شکر، گھی اور دہی ملاؤ۔ پھر تھوڑے دودھ میں ۵۰ گرام خمیر ملا کر ایک ذات کرکے آٹا ڈال کر گوندھو، جہاں تک ممکن ہو آٹا گوندھو کہ نرم ہو جائے، پتلا نہ ہو مگر نرم ہو۔ اگر دودھ کم ہو جائے تو کچھ پانی لگاؤ، جب ٹھیک ہو جائے تو کونڈے میں لگا کر انگلیوں سے نشان کر دو۔ جب خمیر تیار ہو جائے گا تو نشان مٹ جائیں گے۔ جب تنور تیار ہو تو روٹیاں پکا کر رکھتے جاؤ اور ہلکا سا گو دو کہ خوشنما ہوں۔ تیز تنور میں نہ لگاؤ، تنور ہلکا ہو۔ دودھ میں شکر ملا کر رکھو جب روٹی نکالو فوراً دودھ لگا کر رکھتی جاؤ، جب دودھ جذب ہو جائے تو کسی ہانڈی وغیرہ میں رکھ کر بند کر دو کہ ملائم رہے۔

کڑھائی کی شیرمال

آٹا اسی ترکیب سے سانو جو اوپر بیان ہوئی، رات میں آٹا گوندھ کر چھوٹی چھوٹی ٹکیاں پکا کر بغیر نقش کئے رکھ دو، رات بھر رکھی رہیں۔ صبح سویرے کڑھائی میں گھی میں تل لو۔ نہایت نرم اور مزے دار ہوں گی۔ مگر کفایت چاہو تو توے پر بھی پک سکتی ہیں۔ مگر جلنے نہ پائیں۔ نرمی کی وجہ سے سینکنے میں دقت ہوتی ہے۔